کا باعث بنی اور اس پر دل کھول کر قہقہے لگائے گئے ۔ اس سلسلے میں رنگین ۔ انشا اور جان صاحب کے نام قابل ذکر ہیں کہ ان اصحاب نے ریختی کو معرض وجود میں لانے اور پھیلانے کے لئے بڑی سرگرمی دکھائی اور بعض اوقات تو اپنے سراپا پر زنانہ پن کو بھی مکمل طور پر حاوی کرلیا ۔ یہاں چند مثالیں پیش نظر ہیں کہ ان سے ریختی میں مزاج کے افلاس کا آسانی سے اندازہ ہوجاتا ہے :-

مردوا مجھ سے کہے ہے چلو آرام کریں
جس کو آرام وہ سمجھے ہے وہ آرام ہو نوج

———— انشا

گر کہے گی مجھ سے کچھ مُنہ پھوڑ کر باجی تو پھر
ٹھنڈی کر ڈالوں گی میں ہاتھوں کی ساری چوڑیاں

———— رنگین

نہ جاؤ تم پڑو چولہے میں بھیجو مرے بھائی کو
لگے ہیں درد مرتی ہوں بلا لائے وہ دائی کو

———— جان صاحب

ویسے یہ ایک عجیب بات ہے کہ ریختی کے طفیل ہندوستان کی عاشقانہ شاعری نے ایک طویل مدت کے بعد اپنے اصل کی طرف رجوع کیا تھا اور عورت کی زبان سے دل کی لگن کو الفاظ کا جامہ پہنانے کی کوشش کی تھی لیکن چونکہ پہلے کلام کی بنیاد اصلیت پر استوار تھی اور اس کی محض تصنع پر ۔ لہذا یہ لطیف شاعری کے اعلیٰ مدارج تک تو کیا